ENTERED
General Stock Register
Dated

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ ہدایت معتاد

ادلۂ کاملہ

بجواب دس سوالوں مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کے جسکا اشتہار اونھوں نے چھپوایا اور تمام

علماے حنفیہ سے اوسکا جواب طلب فرمایا ایک عالم دیندار باوقار نے بطور جواب الزامی

و تحقیقی تحریر کیا ہر سوال کا جواب بدان تسکین و واسطے ہدایت

اہل اسلام کے باہتمام رشید احمد غفر اللہ و سبحانہ

محمد عبد الرحمن تربیت یافتہ اخی مبرور

محمد مصطفیٰ خان مغفور

سے

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ واز...
وصحبہ اجمعین بعد حمد وصلوٰۃ کے احقر زمن بندہ محمود حسن دیوبندی حضرت مشتہر جناب مولوی
محمد حسین صاحب مشتہر اشتہار مطبوعہ سفیر ہندوستان امرتسر کیخدمتمین یہہ گذارش کرتا ہے
اس چھوٹے منہ پر بڑی بات کا ارادہ تہا تو امام ابی حنیفہؒ ہی پر کیون قناعت فرمائی
آپکی بلند پروازی کے لئے ہنوز گنجائش بہت تہی صحابہؓ رسول اللہ صلعم سے گذر کر جناب باری
تک پہونچنا تہا کام بھی بڑا ہوتا نام بھی بڑا ہوتا آپ نرودیہ کی طرح دیتے ہین ہم آپ سے فقط فہم و فراست
و انصاف کے طالب ہین ورنہ پھر آپ ہونگے اور ہم ہونگے ہمارا ہاتھہ ہوگا اور آپکا دامن روز جزا خدا اور
رسول خدا ہونگے اور یہہ مقدمہ پیش ہوگا زیادہ کیا عرض کیجئے۔ جناب من ابتک ہم بوجہ
بے تعصبی خاموش رہے آپنے میدان سنسان پاکر ہاتھہ پانون ہلانے شروع کئے اب آپکی چھیڑ
کی نوبت یہانتک پہونچی کہ اشتہار جاری ہونے لگے۔ اس فتنہ انگیزی پر کوئی کہانتک چپ رہے
اسلئے بسر دست ہم بھی کچھہ کچھہ عرض کرتے ہین اسکے بعد بھی اگر آپ ہاتھہ پانون ہلائینگے تو پھر ہم بھی
انشاء اللہ ہاتھہ دکھائینگے ورنہ خیر ہم خود اہل اسلام کی نزاع فیما بین کو پسند نہین کرتے
آپ اوروں سے ہر دعوے پر جب نص صریح متفق علیہ کے طالب ہین تو اپنے دعووں کے لئے اگر ایسی دلائل سے بڑھکر
نہین تو ایسی تو بالضرور ہی آپنے لگا رکھی ہونگی اسلئے بروے انصاف و قواعد مناظرہ اول آپکو یہہ لازم تہا کہ
اپنے مطالب کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتے پھر کہین کسی اور سے الجھنے کو طیار ہوتے اور ہمکو بھی اسوقت جواب دینا مناسب
تہا مگر بوجوہ چند در چند اس کشمکش مین پھنسکر اپنے اوقات کا خون کرتا ہون پر یہہ عرض کئے دیتا ہون ا...

کسی سند سے بھی روایات کا پتا بتائے دیتا ہون اگر آپ اپنے مطالب کے لئے نصوص صریحہ لائینگے اور انکی
صحت مع اتفاق ثابت کر دکھلائینگے تو پھر ہم بھی انشاء اللہ آپ سے میدان مین قلم اُٹھائینگے اور یہہ بھی آپکو بتلائینگے
کہ کونسے مطالب کو کس درجہ کا ثبوت درکار ہے یعنی تواتر و صحۃ و حسن و ضعف وغیرہ مراتب روایات مین سے کونسی بات کس
مطلب کے لئے درکار ہے اِسلئے آپکو تو ابھی یون ہی رہنے دیجیئے پر اپنے اعتراضونکا جواب سُن لیجیئے ؀

دفعہ اول آپ ہم سے رفع یدین نکرنے کی حدیث صحیح متفق علیہ مانگتے ہین جو در بارہ عدم
رفع نص صریح بھی ہو ہم آپ سے دوام رفع یدین کی نص صریح حدیث صحیح متفق علیہ کے
طالب ہین اگر ہو تو لائیے اور دو تین کے بدلے بیس لیجائیے ورنہ کچھہ تو شرمائیے اور یہہ بھی نہو
تو آپ آخری وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مین کسی نص سے آپکا رفع یدین کرنا ثابت
کیجئے اور دو تین کی جگہہ بیس لیجئے اور نہو سکے تو پھر کسیکے سامنے منہ نکیجئے زیادہ وسعت چاہیئے تو
ہم صحیح کی بھی قید نہین لگاتے چہ جائیکہ متفق علیہ ہو اگر اسپر بھی آپ سے کچھہ نبن آئے
تو پھر آپ ہی فرمائین کہ اب متبع حدیث و سنت کون ہے آپ یا ہم - در صورتیکہ دوام رفع
اور آخر وقت مین رفع کسی حدیث سے ثابت نہوا تو لقا و نسخ رفع سے احادیث رفع ساکت
ہونگی اور اِس سبب سے احادیث نسخ و ترک رفع کی معارض نہونگے جو آپکو یہہ گنجایش ملے کہ احادیث
رفع کو احادیث ترک پر ترجیح دینے کیواسطے آمادہ ہون مگر اسصورت مین حنفی متبع حدیث ہونگے
اور آپ اپنی رائے کے تابع اور اتنی بات آپ بھی جانتے ہی ہونگے کہ احادیث ترک رفع
بمقابل آپکی رائے نارسا اور اجتہاد نارسا سے کہین بہتر ہین مگر یہہ یاد رہے کہ ترک اُن احادیث
مین بمعنی عدم فعل نہین بلکہ موقوفی بعد رواج ہے جس سے نسخ رفع عیان ہے ؀

دفعہ دوم آپ ہم سے اخفاء آمین میں احادیث صحیحہ متفق علیہا کے طالب ہیں جو نص صریح بھی
ہوں ہم آپ سے نص صریح حدیث صحیح جہر دوام کے طالب ہیں اگر ہوں تو لائیے اور دس کے بدلے بیس
لیجائیے ورنہ پھر یہ بات منہ پر نہ لائیے اور زیادہ وسعت کی طلب ہے تو آخری وقت نبوی صلعم ہی میں
آپ سے جہر کا ثبوت دیجئے اور دس کے بدلے بیس لیجئے ورنہ تم ہی فرماؤ متبع حدیث کون ہے ہم یا
تم درصورتیکہ احادیث جہر دوام جہر پر دال نہیں آخری وقتمیں جہر پر کوئی حدیث دلالت نہیں
کرتی تو پھر اصل میں بقاء جہر و نسخ جہر دونوں احتمال برابر ہوئے اسلیئے احادیث جہر احادیث اخفاء
و ترک جہر کی معارض نہوئیں بلکہ بقاء و نسخ دونوں سے ساکت نکلیں پس عمل ان پر واجب
نہیں تو اولیٰ تو ضرور ہی ہوگا کیونکہ احادیث اخفاء نسخ جہر پر نہیں تو اولویت
اخفاء پر تو ضرور ہی دلالت کرتی ہیں خاصکر جب یہہ لحاظ کیا جاے کہ انکم لا تدعون
اصم ولا غائبا او کما قال وغیرہ نصوص اخفاء دعا کی افضلیت پر دلالت کرتی
ہیں اسوجہہ سے حنفی متبع حدیث ہونگے اور آپ تابع راے نارسا مصرعہ
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛

دفعہ سوم آپ ہم سے ان احادیث کے طالب ہیں جو زیر ناف ہاتھ باندھنے پر بطور نص دلالت کریں
اور پھر صحیح بھی ہوں اور صحیح بھی کیسی متفق علیہ ہم آپ سے ان احادیث کے طالب ہیں جنسے توسعہ اور
تعمیم نکلتی ہو یا سواے زیر ناف کسی خاص مقام پر دوام ہو اگر ہوں تو لائیے اور دس نہیں بیس لیجائیے ورنہ
پھر بات ہلائیے بلکہ باز آئیے اور سمجھ جائیے کہ حنفیوں کی بات ٹھکانے نہیں اور اگر آپکو ابوداود وغیرہ کی
کسی خاص نسخہ پر نظر ہے تو بعد تسلیم صحت کے اتفاق صحت جو آپکے ہاں عمل کے لئے شرط لگائی گئی ہے

اثبات کو اول ثابت فرمائیے کہ وہ نسخ احادیث زیر ناف ہاتھ باندھنے کی نسبت کیونکر معارض ہے جو متروک ہو جائیں اور اس بحث میں حنفیہ کے نزدیک بھی روایت صحیحہ مرفوعہ و موقوفہ موجود ہیں جسکو شوق تفصیل ہو رسالہ ملا ہاشم سندی و ملا قائم سندی ملاحظہ کرلے *

دفعہ چہارم آپ ہم سے اُن احادیث کے طالب ہیں جنسے خاص مقتدیون کو ممانعت قرأت ثابت ہو۔ ہم آپ سے اُس حدیث کے طالب ہیں جس سے مقتدیون کو امر وجوب قرأت بطور نص نکلتا ہو اور پھر وہ حدیث صحیح بھی ہو اور صحیح بھی کیسی متفق علیہ بھی ہو اگر ہو تو لائیے اور دنش نہیں بنش لیجائیے پر حدیث عبادہؓ جو ترمذی میں مرقوم ہے اُس کیطرف توجہ نفرمائیے اول تو وہ صحیح نہیں اور کسی نے صحیح بھی کہدیا تو اس سے اتفاق ثابت نہیں ہو سکتا جو آپکی شرائط مقبولہ میں سے ہے علاوہ برین آپ حدیث مانگتے ہیں ہم اول تو قرآن کی آیہ عرض کرتے ہیں واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا اور پھر یہ عرض کرتے ہین کہ یہ دلیل وہ ہے جسکو حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت امام شافعیؒ بھی مان گئے ہیں جو تمام جہان میں ایجاب قرأت علی المقتدی میں ممتاز ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ ایکصاحب تو تتبع سکتات امام کی تکلیف دیتے ہیں اور ایکصاحب فاتحہ اور سورہ کے درمیان سکتہ طویلہ نکالتے ہیں اگر مخالفت آیہ کا کھٹکا نتھا تو پھر باخذ وجوب قرأت فاتحہ علی المقتدی تو خود ہی مطلق اور عام تھا اس تجویز غیر مروی کی ضرورت کیا تھی۔ اب آپکی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ یا تو آپ کسی حدیث صحیح

صحیح متفق علے صحتہا سے چھوڑ ضعیف ہی سے سکتہ طویلہ درمیان فاتحہ و سورت کے یا
مطلقاً ہر رکعت مین ثابت فرمائین اور دلیل نہین پیش لیجائین یا تتبع سکتات امام ہی کسی
روایت مرفوع سے ثابت فرمائین صحیح نہو ضعیف ہی روایت سے پر اتنا تو ہو کہ اجتہاد
صحابی کا احتمال نرہے پہر ہم سے دلیل نہین پیش لیجئے ورنہ پھر عدم تسمیل آیۃ کی فکر کیجئے
اور یہہ سمجھہ لیجئے کہ اول تو حدیث غیر متواتر وجوب عمل مین ہم سنگ قرآن نہین ہوسکتی
اور بالفرض بالفرض محال ہوئی بھی تو اگر آپ متبع حدیث ہونگے تو ہم متبع قرآن مصرعہ
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا :: اسکے بعد اگر آیۃ مین کچھہ تخصیص کرینگے تو
ہم حدیث مین تاویل کرینگے اور بر وقت موازنہ آپکو انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا
کہ کسکی بات غالب ہی باقی رہی اور احادیث اور سواے اُنکے اور دلائل اور اتفاق
جم غفیر اُنکو ابھی ہم بھی پیش نہین کرتے یار باقی صحبت باقی ::

دفعہ خامس آپ ہم سے وجوب تقلید کی دلیل کے طالب ہین۔ ہم آپ سے
وجوب اتباع محمدی صلے اللہ علیہ وسلم و وجوب اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہین
اگر ایک انمین سے دوسری کے لئے وجوب اتباع کی سند ہی تو پہر اوسکی وجوب اتباع
کی کیا سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب الاتباع ہونا اگر قرآن سے
ثابت ہوتا ہے تو قرآن شریف کا واجب الاتباع ہونا کہان سے ثابت ہوا اور قرآن
شریف کا واجب الاتباع ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت
ہوا تو رسول اللہ صلعم کا واجب الاتباع ہونا کہان سے ثابت ہوا بجز اس کے کہ

آپ اپنے آپکو یا اپنے اقران و امثال کو مہبط وحی آسمانی قرار دین اور رسول اللہ صلعم کی
خاتمیت کو رلا ملا دین اور کوئی تدبیر نہین مگر ہرچہ باداباد آپ ایسی ہی سند غیر معتبر
لائین اور دُس نہین بیس لیجائین ورنہ ہماری طرف سی یہہ گذارش ہی کہ آپ جس
موطن سی سند وجوب اتباع نبوی و قرآنی نکالکر لائین گے اُسی موطن سی ہم سند
وجوب اتباع امام نکالکر دکھلائین گے :.

دفعہ سادس ظہر کے وقتین اور عصر کے وقتین صاحبین کا تو وہی مذہب ہی جو
اور امامون کا ہے اور امام اعظم سی بھی ایک روایت یہی ہی اور اسی پر حرمین
شریفین زادہما اللہ شرفا وغیرہ مین عمل ہی مگر ظاہر الروایت مین امام سی یہہ روایت ہی کہ
ظہر مثلین پر ختم ہوتا ہی اور عصر مثلین سی شروع ہوتا ہی خیر ہمکو بوجہ بے تعصبی کسی بات
پر اَڑ نہین مگر جب آپ بیوجہ لڑنے کو طیار ہین تو نے جواب دئے رہا بھی نہین جاتا۔
سُنئے موطا امام مالک مین بروایت امام محمد اور بروایت یحیی بن یحیی حضرت ابوہریرہ
سی ایک روایت ہی جسمین لفظ صل الظہر اذا کان ظلک مثلک والعصر اذا کان ظلک
مثلیک موجود ہے - یہہ روایت ہرچند موقوف ہی لیکن بات ایسی ہے جسمین
رائی صحابی کو مداخلت ممکن نہین اِس لئے خواہ مخواہ بالمعنی مرفوع کہنا پڑیگا اور جونکہ
اسباب مین جہان مثل و مثلین آتا ہی وہان علاوہ فی الزوال مثل اور مثلین
لیا جاتا ہے تو یہان بھی یہی کرنا پڑیگا ورنہ سخت ناانصافی ہے اِس صورت
مین آپ ہی فرمائین کہ ظہر کی نماز حسب ارشاد حدیث بعد مثل واقع ہوگی یا قبل مثل

مگر جب وقت ظہر بعد المثل باقی ہی تو لاجرم شروع عصر بعد المثلین ہوگا کیا عجب ہی کہ اوقات
مین آخر کار تغیر و تبدل واقع ہوا ہو ظہر کا وقت مثل سی منسوخ ہو کر مثلین تک پہونچگیا ہو اور اسقدر
یہہ زیادتی عصر مین باعث نقصان ہوئی ہو اسلئی مقتضاء احتیاط تقوی تو یہہ ہی کہ بامقدور
ظہر مثل سی پہلی پہلی پڑہ لیا جاوی اور اگر اتفاقاً بشریت سی قبل مثل اتفاق نہوا ہو تو پہر مثلین
ہی سی پہلی پڑہ لے اور عصر ہمیشہ بعد مثلین پڑہا کری اور بظاہر منشا ظاہر الروایت یہی
ہی اور غور کیجی تو یہہ بات دور از عقل نہین کیونکہ احادیث اوقات محکم نہین جسمین احتمال نسخ
نہو پہر اسپر روایتہ مشار الیہا موجود جو نسخ کیجانب مشیر ہی تعارض ہوتا تو ہم اونہین
احادیث کو ترجیح دیتی جنسی مثل کو حد فاصل بین الوقتین بنایا ہی مگر جب تک اختلاف وقت
ممکن ہو تو دعوی تعارض کیونکر ثابت ہو سکتا ہی اسلئی یہہ عرض ہی کہ جب ترجیح احادیث
مشار الیہ کی کوئی صورت نہین تو پہر ان احادیث پر عمل کرنے سی کیا انکار ہی کیا آپکی رای
نسی بہی یہہ حدیثین گئی گذرین اتباع وسنت و احتیاط دونون حاصل آنکو یک لخت چہوڑ دیجیے
تو پہر عدم ادای فرائض کا کہٹکا سر پر ہان اگر آپکے پاس کوئی ایسی حدیث صحیح موجود بارہ
دوام ادار صلوۃ عصر قبل المثلین نص صریح ہو یا فقط آخری وقت ہی مین ادار صلوۃ عصر
قبل المثلین پر نص صریح ہو اور پہر صحت مین متفق علیہ بہی ہو تو لائیی اور دنش نہین پیش
لیجائیی پر اتنا یاد رکہی کہ نص و غیر نص کا سمجہنا ہر کسیکا کام نہین سوچ سمجہکر کام کیجیی گا
ورنہ ایسا نہو ع ہین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا ❊

دفعہ سابع تساوی ایمان کے اگر یہہ معنی ہین کہ شدت و ضعف و قوت مین برابر ہو

تو آپ ہی فرمادین کہ یہہ کون کہتا ہی اور اُسکی کیا سند ہے اگر ہو تو لائیے اور دس نہین بیس لیجائیے ورنہ اس تہمت نے اصل سے باز آئیے کچھہ تو خدا سے شرمائیے اور اگر یہہ مطلب ہی کہ جزو باتوپیر انبیاء اور ملائک کو ایمان ہی اُنہین باتوپیر عوام کو بھی ایمان ہی انسا ہین بھی عوام اُنہین کے قدم بقدم ہین تو پھر سوا آپکے اسکا منکر ہی کون ہوگا اگر حنفیو نمین سے اسکا کوئی منکر ہو تو بتلائیے اور سند دکہلائیے اور دس نہین بیس لیجائیے ورنہ تہمت بیجا سے باز آئیے کچھہ تو خدا سے شرمائیے زیادہ کیا عرض کرون اگر یون کہون کہ ایمان مقولہ کیف سے ہی اور کیف قابل قسمت و نسبتہ بذات خود نہین ہوتا جو کمی بیشی مساوات کا امکان ہو تو آپ بوجہ آیات و احادیث مشعرہ زیادت کو پیش کر کے اوقات خراب کرینگے حالانکہ اُن آیات و احادیث مین جہان زیادتی پر دلالت ہی وہان یہہ بھی دلالۃ ہی کہ وہ زیادتی باعتبار تزائد احکام و اخبار تھی جو اُسوقت بوجہ تجدد و نزول وحی ہوتی رہتی تھی اور اب کسیطرح متصور نہین باعتبار اصل ایمان نتہی یہہ میری گذارش اُن صاحبونکی خدمت مین ہی جو اس شرب سے بھی واقف ہین اور فہم و انصاف بھی رکھتے ہین ورنہ اُن صاحبونکی خدمت کے لئے جیسے اکثر غیر مقلدین ہوتے ہین وہ اول ہی مضمون کافی ہی وہ صاحب اس مضمون کے جواب کی تکلیف نہ اُٹھاوین مفت حیران ہونگے اور کچھہ کام نچلیگا ۞

دفعہ ثامن عشر جواب تو آپکے اس اعتراض کا فقط اتنا ہی کہ منکوحہ غیر کی نسبت حنفیون کا یہہ قول ہی نہین در مختار اور شامی موجود ہی اگر آپ سچے ہین تو سند معتبر دکہلائیے اور دس نہین بیس لیجائیے خدا جانے یہہ افترا ہی یا خوبی فہم ہی - اگر خوبی فہم ہی تو ترک تقلید کے

لئی عذر معقول ہی مگر ان شاید بعد عذر سہو یا قلت تدبر آپ یہ ارشاد فرمائین کہ منکوحہ غیر نسبی
غیر منکوحہ کی حلت بھی اسطرح معقول نہین اسلئی یہہ گزارش ہی کہ قبل از جواب ایکدو بات
سن لیجئے اور بر اسکے اخذ ادرا انصاف بھی کیجئے ایسی علت ملک جس سی اسکا معلول متخلف ہی
نہو سکے بدلائل عقل و نقل وہ قبضہ ہی حدوث ملک اول اسی سی ہوتا ہی اسکی بعد کہین بیع و شرا
کی نوبت آتی ہی مگر بیع قبل القبض کا ممنوع ہونا پھر اسی بات پر دلیل کامل ہی کہ قبضہ علت ملک ہی
ادہر مہاجرین کو خدا کا فقراء کہنا حالانکہ اکثر صاحب بہت کچھہ چہوڑ گئی تھی وہ بھی اسکی مصدق
نہین کیونکہ علت ملک قبضہ ہی اسکی اٹھہ جانی سی ملک گئی تو وہ فقرا کہلائی اور وارث کو ظاہر بینون
کی نظر مین قبل القبض مالک ہو جاتا ہی مگر جب یہہ لحاظ کیا جا کہ وارث قائم مقام مورث ہو جاتا ہی اور
بحکم یوصیکم اللہ خدا کیطرف سی یہہ تبدیلی ہوتی ہی تو یہہ بات خود واجب التسلیم ہو جاتی ہی کہ جیسی
درصورت تبدیلی اجسام یکی بجائی دیگری وہ فوقیہ و تحتیہ جو جسم اول کو بہ نسبت فرش و سقف حاصل تہی
بعینہ جسم ثانی کیطرف عائد ہو جاتی ہی ایسی ہی اسصورت مین قبضہ مورث بعینہ اسکی طرف خود عائد ہو جاتا
ہی یہہ نہین کہ مثل بیع و شرا دوسری مال کو اپنی طرف کہینچتا ہی اور اپنی مالکی قائم مقام کر لیتا ہی یہہ فرق
بشرط فہم اسبات کو مقتضی ہی کہ یہان تازہ قبضہ چاہئی اور وہان وہی قبضہ مورث اس کیطرف
آجاتا ہی اسوقت اتنی بات پر اکتفا کرتا ہون اگر آپ صاحب فہم و فراست ہین تو اتنی ہی بات سے تہ کو
اصلی بات کو سمجھہ جاوینگی ورنہ آپ کچھہ اعتراض فرماوینگی تو پہر ہم بھی انشاء اللہ آپکو تماشا دکہاوینگی
— دوسری بات یہ ہی کہ جیسی بشہادت خلق لکم ما فی الارض جمیعا ما فی الارض قابل ملک بنی
آدم ہین ایسی ہی بدلالت خلق لکم من انفسکم ازواجا وغیرہ عورتین قابل ملک شوہر ہین یہان بہی جب
قبضہ ہوگا تو ملک ہوگی نہین تو نہین — تیسری بات یہ ہی کہ عقد نکاح کو بیع نکہئی تو اجارہ
کہنا پڑیگا مگر اجارہ کہئی تو اسکی بطلان کے لئے یہ ہی کافی ہی کہ نہ اجل معلوم

نکاح محدود پھر جائز ہو تو کیونکر ہو اگر اجارہ ہوتا تو نکاح بطور معروف جائز نہوتا ہوتا تو
متعہ جائز ہوتا ادھر طلاق یکطرفی اُس اعتاق کے مشابہ ہی جو مالک ہی کیطرف سے ہوتا ہی اور ادھر خلع
کا مشابہ کتابت ہونا اسبات پر شاہد ہی کہ یہان بھی ملک ہی ہوگی جو یہہ لین دین ہے
چوتھی بات یہہ ہی کہ جسقدر روح اپنے بدن پر قابض ہی اُسقدر اور کوئی کسی چیز پر قابض
نہین اوسیکے قبضہ کے بھروسے اور بھی جاندارون سے منتفع ہوتے ہین روح کا قبضہ
نہو تو پھر حیوانات سے انتفاع محال ہی ادھر ابدان حیوانات مین سے خاصکر بدن انسان کا نافع
ہونا اور بعینی لائق میلان خاطر مال ہونا ایسا ظاہر ہی کہ اور کسیکا نافع ہونا اور مال ہونا ایسا
ظاہر نہین کیونکہ اور چیزین اسیکی حفظ و ترمیم کے باعث نافع اور مال کہلاتی ہین اسصورتمین
جیسے ارواح کا مالک ابدان ہونا بوجہ اکمل ہوگا ایسے ہی ابدان کا مملوک ارواح ہونا بھی مثل ارواح کے مالک
ابدان ہونیکے بدرجہ اتم ہوگا کیونکہ مالک ہونیکے لئے قبضہ اور مملوک ہونیکے لئے مالیت چاہیے جتنی وہ دونون
زیادہ اُتنی ہی یہہ دونون زیادہ مگر چونکہ سوا توالد اور منافع کے حساب سے تو خود
روح اپنے بدن سے منتفع ہوتی ہی تو اُسکو اپنے بدن کی بیع اسوجہ سے بھی ممنوع ہوگی
کہ اُسمین غیر کو استحقاق تملک ہی نہین کیونکہ وہ خاص اسیکے لئے بنا ہی ہان مافی الارض
بدلالۃ عقل و اشارہ خلق لکم ما فی الارض سبکے لئے ہی اُسکی بیع ہو تو کچھہ حرج نہین اور
اِسوجہ سے بھی ممنوع ہوگی کہ تذلل بنی آدم اصل مین خدا کے لئے ہی اور عزت بنی آدم
خاص اُسیکا حق ہی یہی وجہ ہی کہ سوال تک غیر سے ممنوع ہوا چہ جائیکہ اُسکی عبادت پھر
اسصورتمین بیوجہ اپنے آپکو کیون ذلیل کیا اور اسوجہ سے بھی ممنوع ہوگی کہ تسلیم مبیع

اور پھر مبیع سے انتفاع نے اعانت بائع یعنی روح متصور نہین اور آپ خود جانتی ہین کہ
بیع اور شرط نا مذ حدیث نہین ممنوع ہے ہان اپنے بدن کے خرید لینے مین البتہ کچھہ خرابی نہین
اسلئے بدل کتابت دیکر خرید لینا ممنوع نہوا اگر عورت بحساب نفع توالد جو اُسکی پیدائش سے
خاص غرض ہے اور موافق ارشاد نساؤکم حرث لکم مردون کے حق مین اسلئے مطلوب ہے
اپنے آپ اپنے بدن سے منتفع نہین ہو سکتی یعنی مثلاً آنکھہ ناک سے اپنا کام نکال سکتی ہے
پر اپنے رحم سے خود کامیاب نہین ہو سکتی یہہ ممکن نہین کہ مثل مرد خود اپنے آپ سے جماع
کرے اور بچے جنوا لے اِس حساب سے عورت مثل جمادات ہے جیسے اُنکے منافع سے
خود اُنکو کچھہ نفع نہین ایسا ہی یہان بھی سمجھہ لیجئے اور ظاہر ہے کہ جمادات مین مملوکیت
بدرجہ اتم ہے کیونکہ مالکیت کا شائبہ بھی نہین اسلئے اگر عورت اپنے رحم کو بیچدے تو نہ اسوجہ
سے کچھہ دقت پیش آتی ہے کہ بنایا تھا خاص اوسکے لئے مثل ما فی الارض جسکی عموم
مطلوبیت پر نے تخصیص لکم فرما دینا دلالت کرتا تھا عام نہ تھا پھر بیع کیون کر دیا
کیونکہ رحم اوسکے لئے ہوتا تو خود منتفع ہو سکتی بلکہ بدلالۃ خلق لکم من انفسکم ازواجا اولٹا
مردون کے لئے اوسکا ہونا نکلتا ہے اور نہ اسوجہ سے کچھہ دشواری پیش آتی ہے کہ بیع مین
اپنی توہین لازم آتی ہے کیونکہ مرتبہ اصلی مین کمی آئی تو توہین لازم آئی جب عورتین
خود مردون ہی کے لئے مخلوق ہوئین تو پھر کیا توہین ہے اور نہ اسوجہ سے کوئی دشواری
کہ بیع مین اپنی اعانت شرط ہوگی جس سے بیع اور شرط کا اجتماع لازم آئیگا جو
بالیقین ممنوع ہے کیونکہ عورتین جب مرد ہی کے لئے مخلوق ہوئین تو پھر اس حساب سے

جیسی جانورون کی ارواح سی کام لینا ممنوع نہین عورتون کی ارواح سی بھی اُن کا منون
کا لینا ممنوع نہوگا جس کے لئی وہ بنائی گئین الغرض شرط اُس امر کی ممنوع ہوتی ہی
جسکا پہلے سی استحقاق نہین ہوتا کیونکہ اِسصورتمین ربوا لازم آتا ہی اور جسکا استحقاق
ہوتا ہی اُسکا شرط کرنا ہی فضول ہوتا ہی جیسی بیع مین قبضہ کی شرط کرلیجاوے تو
ایضاح مبہم ہوتا ہی کوئی نئی بات نہین ہوتی ۔ پانچوین یہہ بات ہی کہ اگر عورت
و مرد مین تساوی نوعی ہوتی تو تسفل صنفی جسپر آیۃ خلق لکم من انفسکم ازواجا دلالت
کرتی ہی خود اِسبات کو مقتضی تھا کہ مثل حیوانات فقط قبضہ کافی ہوجاتا اور بیع کی حاجت
نہ پڑے مگر یہہ تساوی نوعی جسکا لقا تا لقاء ایمان ہی مانعِ عروض ملک تھا ۔
شرح اِس معما کی یہہ ہی کہ منفعت توالد تو مرتبہ صنفی سی متعلق ہی اور منافع باقیہ مثل
منفعۃ چشم و گوش و دست و پا وغیرہ اعضا مرتبہ نوعی سی متعلق ہین اور یہہ دونون
مرتبہ باہم ایسی مخلوط ہین کہ تقسیم کی کوئی صورت نہین پھر اسپر طرہ یہہ کہ جسم نسوانی
جس سی یہہ منافع متعلق ہین اصل مین اُنکا مقبوض ہی جس سی اُنکا مالک ہونا ظاہر ہوا کہ
ہے رہی یہہ بات کہ خود عورتین اپنی رحم و فرج سی منتفع نہین ہوسکتین اِس سے
دربارہ ملک اعضا تناسل کچھہ حرج نہین ہوسکتا ورنہ یہہ معنی ہون کہ خداوند غنی
عن العالمین کسی چیز کا بھی مالک نہین اِسلئی بعد تحقق قبضہ تام مالکیۃ نساء اور مملوکیۃ
اعضا تناسل کا اقرار لازم ہی اور پھر بوجہ ارشاد خلق لکم من انفسکم ازواجا
اور نیز بدلالت انتفاع مرد بطور فاعلیت مرد و نکا بہ نسبت زنان بحیثیت منفعۃ مذکورہ

مالک ہو سکنا ممکن ہوا اور عورتونکا بہ نسبت مردون کے بحیثیت منفعت مذکورہ مالک ہونا ممکن
نہوا کیونکہ غرض ملک علو مرتبہ مالک اور تسفل مرتبہ مملوک کا خواستگار ہی تعاکس مراتب
مین یہہ بات متصور نہین اسلئی بیع کی ضرورت پڑی اور مہر ثمن مین مقرر ہوا ہان تقسیم
ممکن ہوتی تو یہہ بھی متصور تھا پر کیا کیجیے ہبہ مشاع نے تقسیم صحیح نتھا باقی رہے
رسول اللہ صلعم اونکے لئی ہبہ کا جواز باینمعنی ہی کہ آپ اصل مین بعد خدا مالک عالم ہین آ
جمادات ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم اگر کوئی صاحب پلو چہین گے
اور فہیم ہونگے تو شاید ہم اس بات کو آشکارا بھی کردین۔ القصہ آپ اصل مین مالک
ہین اور یہہ ہی وجہ ہی کہ عدل و مہر آپکے ذمہ واجب تھا اور یہہ مراعات نکاح و شرائط
نکاح اوس بات پر مبنی تھو بالجملہ تا بقاء ایمان انتفاع منافع نکاح کے لئی بیع کی
ضرورت ہی ہان درصورت زوال ایمان بحکم اولئک کالانعام بل ہم اضل انسان مرتبہ
نوعی سی گرکر زمرہ انعام مین داخل ہو جائیگا اور مثل انعام بجبر و قبضہ تام ملک مین آجائیگا
اور کیون نہو بدلالۃ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون عبادت بنی آدم کی حقمین
اصل فطرت اور مقتضای طبعی ہو گی کیونکہ جیسی آنکھ دیکھنی کے لئی ہی اور کان سننی کی
لئی آگ جلانے کے لئی اور پانی بجھانے کے لئی اور یہہ اغراض ان اشیاء کے حق
مین مقتضاء طبعی ہین ایسی ہی یہان بھی چاہئی آدمی عبادت کے لئے بنا ہی تو
پھر عبادت اوس کے حق مین ایک مقتضاء طبعی ہو گی مگر یہہ ہی تو پہر عبادۃ اوس کے
حق مین خاصہ سمجھی جائیگی کیونکہ امور طبعیہ منجملہ خواص اشیاء ہوا کرتی ہین اس صورت مین

اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت و انقیاد مفقود ہوجاے تو یا تو بوجہ انقلاب
ماہیت وہ اُس نوع ہی سے نرہا یا یون کہو کہ یہہ معلوم ہوگیا کہ یہہ اُس نوع سے
ہی نتہا اتحاد شکل وصورت اسصورتمین مثل اتحاد عرض عام و اشتراک عرض عام ہوگا
اور جب نوع انسانی ہی نہین تو پھر کافر کو اعلے درجہ مین سمجہنا تو حیوان ہی کا کام ہی
نیچے ہی اُتارنا پڑیگا جس سے اولئک کالانعام کا مطابق عقل ہونا بھی ثابت ہوجائیگا
بالجملہ بوجہ اجتماع تساوی نوعی و تسفل صنفی دونون جتین اکھٹی ہوگئین خودمختاری
بھی جسکا نتیجہ مالکیت ہی اور بے اختیاری بھی جسکا نتیجہ مملوکیت ہی اسلئے یہہ بیچ کی
بات نکل آئی سو من وجہ مالک اور من وجہ قابل ملک کہنا پڑیگا اور بیع کے بعد زوج
کی مالکیت اور اُسکی مملوکیت کا اقرار لازم ہوگا غرض نکاح مین مالکیت و مملوکیت ہوتی
ہی اجارہ نہین ہوتا مگر ہان کوئی کہی تو یہہ کہی کہ بیع ہوتی تو آتوہن اجورہن نفرماتے
اور شوہر کو اختیار بیع و ہبہ و اجارہ ہوا کرتا اسکا جواب یہہ ہی کہ لفظ اجور سے اگر اجارہ ہونا ثابت ہوتا
ہی تو لفظ اجر عظیم اور اجر کریم سے جو اہل ایمان کی شان مین وارد ہین یہہ بات ثابت
ہوجائیگی کہ خدا اور بندہ کے درمیان مین عقد اجارہ ہی اور معتزلہ وغیرہ قائلان
وجوب عدل و ضرورت اعطاء اجر سچے ہین اہل سنت جھوٹے ہین مگر بھی ہنوز آپ سے ایسی
نے اعتقادی نہین کہ ائمہ فقہ کا اتباع چھوڑا تو ائمہ اعتقاد کا بھی اتباع اور اُن کی
تقلید بھی چھوڑ دینگے ورنہ اول اِسی قصہ کو فیصل کرتا چلتا اور ممانعت بیع سے یہہ
لازم نہین کہ ملک نہو اگر یہ حدیث تفریق والدہ و ولد وغیرہ احادیث موضوعات ظاہر ہی کہ کبھی

ملک ہوتی ہی اور بیع ممنوع ہوتی ہی رہی یہہ بات کہ یہہ ممانعت کسدرجہ کی ہی آیا بیع
مفید ملک ہی نہوگی یا ہوگی مگر ملک خبیث ہوگی اِسکی تحقیق ہرچند اِسوقت دشوار ہی
لیکن آپکی خاطر بھی عزیز ہے سُنئی وجہ حرمت تعدد ازواج زوجہ کے حق مین ایکو
مین فقط یہہ ہے کہ جب زوجہ حرث یعنی زمین پیداوار اولاد ٹھہری تو پھر اگر مزارع
متعدد ہونگے تو زرع ولد بھی مشترک ہوگی مگر گیہون وغیرہ پیداوار خاک کو تو بوجہ
تشابہ اجزا بے کھٹکے تقسیم کرسکتے ہین اولاد کو جو پیداوار زن ہی تقسیم کرینگے
تو کیونکر تقسیم کرینگے ایک بچہ ہوگا تو پارہ پارہ نہین کرسکتے متعدد ہون تو بوجہ
اختلاف صورت وسیرت موازنہ متصور نہین پھر ارتفاع نزاع ہو تو کیونکر ہو اِسصورت مین
اگر بیع کی اجازت ہو تو بحکم ملک جیسی آن سابق تک بائع کو اختیار تصرف جماع تھا
ایسی ہی آن لاحق مین مشتری کو اختیار تصرف جماع ہوگا اور اِسوجہ سے احتمال اختلاط
نطفہ اور اشتراک فی الولد پیش ہوگا جس سے نہی بیع آپ ثابت ہوجائیگی القصہ بیع کو
لازم ہی کہ امکان قبضہ موجود ہو اور یہان قبضہ مشتری کی کوئی صورت نہین بائع کا
قبضہ اُٹھی تو مشتری کا قبضہ ہو مگر جبتک احتمال استقرار نطفہ بائع ہی تب تک خلو مبیع
وتسلیم کہان ہی جو قبضہ مشتری سمجھا جاوے اور جب قبضہ نہوگا تو افادہ ملک بھی متصور نہین
رہی حالت حیض ونفاس اُسوقت ممانعت جماع بائع کیطرف سے نہین اور حالت استبرا
کی ممانعت بوجہ بقاء ملک شوہر نہین کیونکہ بمقابلہ اہل اسلام کفار کا قبضہ بحکم آیہ
اولٰئکہ کالانعام بمنزلہ قبضہ انعام ہی فقط اپنی نسب کی حفاظت اور نسب غیر

کی حیانت ہی جسکے اتلاف اور اپنی طرف پھیر لینے کا اُسکو اختیار نہین اگر اختیار ہی تو والدہ
اور ولد کے مالک بنجانیکا اختیار ہی اور یہی وجہ ہی کہ اور قسم کے تصرفات اور استخدام سے
ممانعت نہین اگر وجوب استبراء بوجہ بقاء ملک شوہر سابق ہوتا تو ملک یمین پیدا نہوتی
اور استخدام جائز نہوتا بالجملہ وجہ ممانعت بیع وغیرہ موانع خارجیہ ہین عدم الملک نہین ۔ علاوہ برین
عورت بدلالت حرمت کلم فقط بحیثیت توالد مملوک ہوسکتی ہی جو فقط فرج ورحم سے متعلق ہی بحیثیت سمع وبصر وغیرہ کالات مشتری
مملوک نہین اور اسلئے بدن زوجہ فیما بین زوج وزوجہ مشترک ہوگا اور تسلیم مبیع
مین تسلیم جملہ بدن متصور نہین اِس صورت مین تصرف فی حق الغیر بے رضاء غیر لازم آئیگا
اور اِسوجہ سے اِس بیع کو بوجہ لزوم نزاع بیع غرر بھی کہنا پڑیگا بالجملہ وجہ ممانعت بیع
عدم الملک نہین موانع خارجیہ ہین اور یہی وجہ تھی جو ہبہ اور اجارہ بھی درست نہوا اور متعہ بھی حرام ہا
گو ابتداء اسلام مین مثل جواز فطالت حالت مرض وسفر بوجہ ضرورت ایک مدت تک جواز عرضی ہا اور بعد ارتفاع ضرورت پھر
حرمت اصلی اِسیطرح نکل آئی جیسے بعد زوال حرارت عرضی پانی کی برودت اصلی ظاہر
ہو جاتی ہی مگر یہ ہی تو قضاء قاضی یا کوئی اور سبب بھی موجب انتقال ملک شوہر کسی غیر
کیطرف نہین ہوسکتا کیونکہ حاصل انتقال ملک بالبداہت یہ ہی کہ مالک ثانی مالک اول
کے قائم مقام ہوگیا سو یہ بات ممکن ہوتی تو بیع اور ہبہ اور اجارہ ہی نے کیا قصور
کیا تہا وہان بھی یہ ہی قائم مقامی ایک کی دوسرے کی جا ہوتی ہی ملک اصل ہو یا ملک
منافع اِس صورت مین زن منکوحہ دربارہ عدم امکان تملک غیر شوہر نظیر ابدان احرار
ہوگی وہان بھی باوجود مملوکیت ابدان اور مالکیت ارواح جسکے تحقق پر لا اقل اسطرح

بالا بالقطع شاہد ہین غیر ارواح متصرفہ کیطرف ملک ابدان منتقل نہین ہو سکتی یہان
بھی غیر شوہر کیطرف باوجود مالکیت شوہر و مملوکیت زن منکوحہ ملک شوہر غیر شوہر کیطرف
منتقل نہین ہو سکتی اگر ہو سکتی ہی تو پہر عورت کیطرف منتقل ہو سکتی ہی چنانچہ طلاق و موت
مین بھی ہوتا ہی وجوہ دونو باتون کے متقارب بلکہ ایک ہی سی ہین چنانچہ ظاہر ہی
بالجملہ اسباب انتقال ملک بوجہ عدم قابلیت ملک غیران دونون موقعون مین بیکار رہتی ہین
اور کیون نہون ہر امر عارض کے لئی بالبداہت ایکطرف موصوف بالذات کی ضرورت ہی تو
دوسری طرف معروض قابل کی حاجت ہی یہی وجہ ہی کہ ارواح و اصوات وغیرہ مبصر نہین
ہو سکتی اور اشکال وغیرہ مسموع نہین ہو سکتی گو دیکھنی سننی والے کی آنکھہ اور کان کیسی ہی تیز کیون نہون
یہی وجہ ہی کہ قائلان نفاذ قضا ظاہرًا و باطنًا زن منکوحہ کو مستثنے کرتے ہین چنانچہ درمختار مین اشارۃً اور
شامی مین صراحۃً یہ بات موجود ہی علےٰ ہذا القیاس ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین اس تصریح
سی کہ قضاء قاضی فقط عقود و فسوخ مین نافذ ہوتی ہی زن منکوحہ اور احرار کو اس
قاعدہ سی مستثنیٰ کر دیا ہی کوئی نسمجھی تو کیا کیجئی اوس کے فہم کا قصور ہی اونکا قصور نہین البتہ
زن غیر منکوحہ اور اموال باقیہ کی نسبت علماء حنفیہ کا یہہ دعوی ہی کہ بوجہ قضاء قاضی
ملک مدعی مین آسکتی ہین بشرطیکہ قاضی باوجود علم حقیقۃ الحال دیدہ و دانستہ ظلمًا
نہ دلوادی سو یہ بات بشرط فہم و انصاف واجب التسلیم ہی شرح اس معما کی یہہ ہی کہ زن
غیر منکوحہ قبل نکاح اپنی بدن کی آپ مالک ہوتی ہی اور بعد نکاح وہ ملک بقدر استمتاع
شوہر کیطرف عائد ہو جاتی ہی اور اسوجہ سی یون کہہ سکتی ہین کہ جیسی نقود و عروض مین

بعد بیع و شراء ملک بائع و مشتری ایک دوسرے کیطرف منتقل ہو جاتی ہی اور اسوجہ
سے ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جاتا ہی ایسا ہی شوہر در بارہ ملک بدن
زن قائم مقام زن ہو گیا مگر جب گنجایش تبدل ملک نکلی اور ایکدوسرے کی جا ایکدوسرے
کا قائم مقام ہونا ممکن ہوا تو درصورت قضائے قاضی یہہ بات ضرور تر ہی کیونکہ قاضی
بحیثیت قضا ادہر تو خدا کا نائب ادہر رعیت کا ولی نیابت و خلافت خداوندی
کے ثبوت کے لئے تو اوسکی حکومت ہی کافی ہے جسپر آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا
الرسول و اولے الامر منکم اور نیز احادیث کثیرہ شاہد ہین مگر چونکہ حاکم وقت کی
حکومت نے نیابت و خلافت خداوندی متصور نہین اسوقت حکومت خلیفہ و قاضی
وغیرہ بالعرض ہوگی اور ظاہر ہے درصورتیکہ اوسکو حاکم بالعرض کہا تو پھر اوسکی حکومت
معارض ان الحکم للہ نہین ہوسکتی کیونکہ موصوف بالعرض درحقیقت موصوف ہی
نہین ہوتا موصوف حقیقی وہ واسطہ فی العروض ہی ہوا کرتا ہی باقی رہی ولایت اول
تو اوسکی ثبوت کے لئی بہی حکومت کافی ہی کیونکہ حاصل ولایت بحیثیت ولایت یہی
تصرف بیع و شراء و نکاح و حفظ اموال ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ بے استمزاج غیر اموال
غیر مین تصرف بیع و شراء و فسخ علی ہذا القیاس نکاح غیر بے استمزاج غیر خود ایک
قسم کی حکومت ہی علاوہ برین جملہ فالسلطان ولی من لا ولی لہ حاکم کی ولایت
عامہ پر نص صریح ہی باقی خصوصیت من لا ولی لہ اس قسم کی ہی جیسی کہا کرتے ہین
جس کا کوئی والی و وارث نہین اوسکا خدا وارث ہی مگر ان اتنی بات سمجھو اگر قاضی فسخ نکاح

ظلم کریں تو پہر درحقیقت اسوقت نہ نائب خدا ہی نہ ولی رعیت ہی کیونکہ جیسی حکام مجاز کی کے
نائبونکے ذمہ پابندی قانون سرکاری ہی اور اولیا کے ذمہ شفقت ضرور ہی ورنہ پہر وہ نائب
و ولی نہین بلکہ مخالف و محرم و دشمن ہین ایسی ہی یہان بہی ضرور ہی مگر جیسی لاعلمی کیصورت مین
تو اب حکام مجازی اور اولیا رمخالف و محرم و دشمن نہین سمجھی جاتے ایسی ہی یہان بہی
نہونگی مگر اسصورت مین بدلالت مقدمات سابقہ انکا حکم تہ تک کی خبر لیگا اور ظاہر سے باطن تک
اپنا کام کریگا کیونکہ ادروکنے ظلم سے نجات اوسکی حمایت کے بہروسی تھی جب ہی اور وہ اسکا
حامی ہوگیا تو پہر قبضہ غیر کا اوٹھانیوالا کون ہی جب ما علیہ کا قبضہ غیر مستحکم موجب ملک ہوگیا
جسکے عدم استحکام پر اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ قاضی کے حکم کے آگے آگے ہولیتا
ہی تو قبضہ مدعی تو بوجہ تائید قضاء قاضی و حمایت حاکم ایسا مستحکم ہی کہ اسکی اوٹھنی کی امید ہی
نہین وہ کیونکر موجب ملک نہوگا او ہر مال متنازع فیہ محل قابل غرض علت موجبہ ملک یعنی
قبضہ موجود علت قابلہ ملک یعنی محل قابل موجود اسکے ساتھ اتصال فاعل و مفعول ہو چکا یعنی
قبضہ محل قابل تک متعدی ہو چکا جسکا حاصل یہہ ہی کہ مانع تعدی کوئی نہین اب بہی عروض
ملک مدعی مال متنازع فیہ پر نہو تو یون کہو علت تامہ کو لزوم معلول ضرور نہین سو ایسی
بات سوا آپکے اور کسی سے متوقع نہین ہان یہہ مسلم کہ طریق حصول ملک گناہ کبیرہ ہے
اسلیئے اسکا وبال سر پر رہیگا دنیا کی تکالیف جو بشہادت وما اصابکم من مصیبۃ فبما
کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر ایسی صاحبونکو اکثر پیش آیا کرتی ہین انکی نوعیت و تحدید
تو خدا ہی جانے رہا عذاب آخرت تو حدیث فانما اقطع لہ قطعۃ من النار او کما قال مین بیان ہو چکا

7001

اور یہ ہی حدیث ہی کہ جس کے بھروسے آپ یہہ سمجھے ہوئے ہین کہ قضاءِ قاضی نافذ نہین ہوسکتی۔ کوئی آپ سی پوچھے دربارہ عدم نفاذ قضا یہ حدیث کدہر سی نص ہوگئی۔

اب گذارش یہہ ہے کہ اس حدیث سی تو آپ کی کاربراری معلوم اور کوئی حدیث ہو تو لائیے اور دال نہین بنسی لیجائیے پہر تاوقتیکہ آپ اس قسم کی آیت وحدیث نہ لائین بروے انصاف وقانون مناظرہ آپ کا اعتراض حنفیون پر واردہی نہین ہوسکتا بلکہ بحکم مقدمات مذکورہ جو بدیہی ہین یا کلام اللہ اور حدیث سے ماخوذ ہین اولٹا انہین کا اعتراض آپ کے ذمہ رہیگا اگر حوصلہ مدافعت ہو تو مقدمات مسطورہ کی نقیض قران اور حدیث سے ثابت فرمائیے ادہر ماخذ مقدمات کا ابطال کیجیے پہر دال نہین بنسی لیجیئے لیکن انصاف اور فہم سے کام کیجیئے ورنہ نے تنگی کی ٹھہرے گی تو یہہ یاد رہے کہ یہ علم ہم بھی پڑھے ہوئے ہین اس علم کے مبادی ہی مین آپکو اقصی تک پونہچادینگی اور جواب ترکی بہ ترکی کا مصداق خوب جتادین گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ نے تنگی مین بوجہہ زیادہ پڑتا ہی کولھو کی مثل ضرور ملازمان حضور کے گوشگذار ہوئی ہوگی اِن وجوہ سے اول ہی عرض کردیا گیا ہی کہ اس سی احتراز اولٰے ہے ورنہ گستاخی معاف ؛

دفعہ تاسع بدلالۃ ولا تنکحوا جو قبل آیہ تحریم واقع ہی امورنیز بدلالت وجملہ

نکاح مین حرمت آیہ تحریم کہ مورد ہی ظاہر بات یہہ اُمَّهَاتُکُم اَن تَبتَغُوا بِاَموَالِکُم وَاُحِلَّ لَکُم مَا وَرَاءَ ذٰلِکُم
منعقد سی محرمات کا نکاح تو ہی ہوا کرتی پر واقع اختیاریہ افعال نہی چونکہ اور نہین جماع ہی
ہو گی دوا کی مرض کس اور لئے کے مصرف کس تھی پھر ورنہ ہوگا الوقوع ممکن ہو سکنا۔
کے سکنی نہو نکاح پہر ممکن اسی تر موجود قابلہ علۃ موجود فاعلہ علۃ کی نکاح برین علاوہ
کا قابلہ علۃ اور ہی الجماع علی قادر مرد کہ کیا زیادہ سی اس تو ثبوت کا فاعلہ علۃ معنی کیا
کی توقع اس جو نہین مرد ۔ پیداوار محل عورت کہ ہوگا کیا اور زیادہ سی اس ثبوت
کی ہین متصور سی مردون اور یا ہین متصور سی عورتون اور باتین جو غرض نہو گنجایش
اُمَّهٰتُکُم نِسَاءُکُم بدلالۃ جو نکاح مقصود اصل کہ ہی ظاہر اور متصور سی محارم اپنی انکو مردو باتین
ممانعت بہر متوقع بھی سی محارم ہی موقوف پر بات ہی اتنی کہ بایںوجہ ہی اولاد حَرثٌ لَّکُم
اور فرمایا لَا تَقرَبُوا فرمایا لَا تُجَامِعُوا یا لَا تَنکِحُوا اسلئی ہوگی کی ہی نکاح اصل تو ہوگی
ضروریات اگر ہان ہی ناانصافی صریح لینا مراد کا مجازی معنی حقیقی معنی ارادہ امکان باوجود
تو ہوتی نہ موجود ہی یا ہوتی نہ الاجتماع ممکن ہی گواہ خود اصلی مقصود ماہیت بر تعداد و تعین جنکی نکاح تحقیق
البائع عند مالیس بیع جیسی ہو کہدیا نکاح کو نکاح اس مشاکلت بطور کہ تہا ممکن بھی یہہ
مین بیع ضروریات جو کے مبیع ہونے مفقود بوجہ نہین شرعی مال جو کو دم و میتہ بیع یا
ممانعت حاصل اور ہین کہدیتی بیع مشاکلت بطور فقط سکتی کہہ نہین بیع حقیقی ہی سی
وشرا بیع سامان تمام فراہمی بوجہ بالجملہ ہوتی نہین بیع خود ہی ہوتا تصرف یعنی بیع غرض
سمجھتی حقیقی نکاح مذکور بوجہ کو محرمات نکاح ہی ایسی ہین سمجھتی حقیقی بیع کہ ہو کشش جیسی

یہہ نہین کہ مجازاً نکاح کہدیا واقع مین نکاح نہین ہان جیسی بوجہ مفاسد معلومہ قتل اہل ایمان کے ممانعت ہی اور قتل کفار کی ممانعت نہین کیونکہ وہان وہ مفاسد نہین حالانکہ اطلاق قتل دونون جاہی بطور حقیقت موجود ہی ایسی ہی بوجہ بعض مفاسد نکاح محارم ممنوع رہا اور نکاح اجنبیات جائز رہا گو باعتبار اصل اطلاق نکاح دونون جا حقیقی ہی مجازی نہین لیکن نکاح حقیقی ہوگا تو آثار نکاح بہی ایسی طرح متفرع ہو جائینگے جیسی قتل حقیقی پر آثار قتل متفرع ہوتے ہین یعنی جیسی درد والم وازہاق روح دونون جا برابر قتل جائز ہو یا ناجائز ایسی ہی انتفائے زنا درصورت نکاح دونون جا برابر ہوگا نکاح جائز ہو یا ناجائز اور انتفائے زنا ہوا تو پہر احکام زنا مثل اجرائے حدود خواہ مخواہ منتفی ہونگے خاصکر جب یہہ دیکہا جاوے کہ منجملہ احکام زنا حدود وادنے سے شبہہ سی بہی مندفع ہو جاتے ہین ہان یہہ بات مسلم کہ جیسی قتل ممنوع ہوتا ہی تو آثار قتل پر یعنی درد والم وازہاق روح پر اتنا عذاب ہوتا ہی کہ کیا کہیے ایسی ہی نکاح ممنوع ہوگا تو آثار نکاح یعنی جماع وغیرہ پر اتنا کچہہ عذاب متفرع ہوگا کہ کیا کہیے غرض وہ جماع گو از قسم زنا نہو پر حرمت مین زنا سے بڑہکر رہیگا کیونکہ غیر محارم سے زنا ہو تو بوجہ امکان نکاح جائز اوسکی حلت کی امید بہی ہی اور خود نکاح ہی حرام ہو تو پہر اس فعل کی حلت کی کوئی صورت نہین علی ہذا القیاس صورت مرقومہ دفعہ ثامن مین جماع بوجہ حرمت طریق حصول ملک زنا سے بڑہکر رہیگا اور حلت کی کوئی صورت نہوگی غایۃ ما فی الباب یہ ہو کہ حرمت وقاع زنا سی عام رہی سو یہہ بات بطور منقول کیون نہ مسلم کہ جماع حالت حیض و نفاس مین حرام ہی اور زنا نہین اور بطور معقول [illegible] احب اعلیم

کہ آثار کا مؤثر سے عام ہونا معقولات مین مسلم ہے چنانچہ پہلے بھی گذر چکا۔ اب عرض خدمت مبارک مین یہہ ہے کہ ہمنے تو بدلالت عقل ونقل محرمات کا نکاح ہونا اور اِسوجہ سے اُسکا از قسم زنا نہونا ثابت کردیا اب آپ کسی ضعیف قوی دلیل عقلی نقلی سے اُسکا نکاح نہونا اور اس سبب سے اُس جماع کا زنا ہونا جو بعد اس نکاح کے واقع ہو ثابت کیجئے اور دلیل نہین بس لیجئے پر اثبات وثبوت ہو۔ بڑے بڑے نے تگی زٹل نہو مگر اپنے خیال ناقص مین یہہ آتا ہے کہ آپکو جواب تو کچھہ آئیگا پر اپنی خجالت اُتارنے کو میرے ذمہ بہانہ تحقیق انعقاد نکاح تہمت جواز محرمات لگائیگا اور مین جانتا ہون یہی انداز آپ جواب دفعہ تاسع مین اختیار فرمائینگے اور بہانہ حلت آثار نکاح آپ میرے ذمہ تہمت اجازت دست برد زنان شوہر دار وغیرہ لگائینگے مگر یہہ یاد رہے کہ تہمت کا انجام برا ہوتا ہے آخرت کا مواخذہ دُنیا کا مناقشہ آخر ہم بھی آدمی ہین اگر خیال آگیا تو مبادا بدستا ویزو جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ہم بھی آپکی تشہیر کے درپے ہون اور سوال خامس کے بہانہ سے آپکی ذمہ پر اِسباب کی تہمت لگائین کہ آپکے مشرب کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا وجوب بے سند ہے ؎

دفعہ عاشرہ آپ بجای تحدید ده درده اگر درپے عدم تحدید ہین اور حجت حدیث الماء طہور ہے اور وجہ احتجاج یہہ ہے کہ الف لام طبیعت یا الف لام استغراق ہے تو قطع نظر اس سے کہ ہر دعوی کے لئے دلیل چاہیئے یعنی کاہیسے معلوم ہوا کہ طبیعۃ یا استغراق مراد ہے اسکا کیا جواب ہوگا کہ اسصورت مین حسب زعم ظاہر پرستان یہ لازم تہا

کہ پیشاب بھی پاک ہوتا کیونکہ وہ بھی اصل مین پانی ہی ہے الغرض لا یبولن احدکم فی الماء الدائم وغیرہ
احادیث اُس صورت مین معارض ہونگی اور ظاہر حال بوجہ توافق عمل درآمد زمان نبوت وصحابہ و
اتفاق آراء وافہام اُنہین کے ساتھ ہوگا جس سے اُنکی قوت مزید ہل من مزید ہو جاویگی
اور اگر بمقابلہ تحدید دہ دردہ آپ درپے تحدید قلتین ہین اور حدیث قلتین آپکی مستند ہے تو اسکا
کیا جواب کہ وہ حدیث مضطرب ہے اور ظاہر ہے کہ اضطراب آیا تو پھر صحت خفر وا ہوئی آپکی
شرط صحت کہان سے آئیگی جو آپ کا مطلب ثابت ہو۔ علاوہ برین حدیث لا یبولن احدکم
کا تعارض درپیش کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیشاب وغیرہ کے پڑنے سے کوئی خرابی
آتی ہے جسکا یہہ بندوبست ہے سو وہ خرابی بجز نجاست اور کیا ہوگی غایۃ ما فی الباب
کسی درجہ مین بوجہ عموم بلوہ بطور عفو عن النجاسۃ نہ بوجہ وجود طہارت اجازت
استعمال ہوجاے مگر مضمون لا یحمل الخبث اور لا ینجسہ بظاہر اسکے مخالف اور وہ انکے
مخالف کیونکہ یہان نفی نجاست مقصود ہے اور وہان وجود نجاست ثابت ادہر اسبات
پر توافق آراء عام وخاص کہ پانی وقوع نجاست سے نجاست قبول کرتا ہے اور زمانہ نبوت
وصحابہ کی کیفیت اسکو مؤید کیونکہ وہ بھی اسطرف ناظر ہے کہ وقوع نجاست اپنا کام
کرتی ہے وہ اثر ظاہر ہو کہ نہو اسلئے وہ دونو تو قابل استدلال نہین اور حدیث لا یبولن
بوجہ احتیاط واجب العمل ہوئی کیونکہ ایسی مقامات مین بدلالت وجوب طہارت بعد
نوم یا حرمۃ اکل صید واقع فی الماء احتیاط واجب ہوتی ہے اب گذارش یہہ ہے کہ آپکے
پاس اگر کوئی سند اسکی ہو کہ حدیث الماء طہور مین طبیعۃ مراد ہے یا استغراق تو ادہر بھی

تو لائیے اور دو اس کے بدلے بیس لیجائیے علی ہذا القیاس اگر آپکے پاس کوئی روایت
غیر مضطرب ہو یا مضطرب پر ایسی ہو اتنے مین عمل کرنے پر دلالت کرتی ہو تو لائیے اور دس
کی جگہہ بیس لیجائیے رہی حنفیہ اونکا عذر مطلوب ہے تو سنئیے اول تو بحکم انصاف ہنوز حنفیہ کے
ذمہ جوابدہی لازم ہی نہین جب آپ جواب مطلوب سے فارغ ہو لین گے تو اوسکو دیکھی جائیگی
مگر باینہمہ جواب پیشگی مطلوب ہے تو لیجئے حدیث اٹھارہ تو بوجہ مذکور در صورت طبعیہ و استغراق
عمل سے معذور کیونکہ لے عہد اس حدیث مین کام نہین چلتا چنانچہ سیاق وغیرہ
بھی شاہد ہین اور عہد سے اسمقام مین کام نہین نکلتا کیونکہ ثبوت عدم تحدید استغراق
وطبعیۃ پر موقوف ہے اور حدیث قلتین کو بوجہ اضطراب اسمقام مین حجت نہین بنا سکتی
کیونکہ شرائط ادای فرائض کے لئے ایسی ہی حجت چاہئے جیسی فرائض کے لئے ہان فرق
آب قلیل و آب کثیر متفق علیہ اور اسپر یہہ مضمون منجملہ محسوسات ہے اسلئے رای مبتلی بہ
پر رکھنا زیادہ عمدہ نظر آیا کیونکہ ادای فرائض مین ہر جگہہ رای مبتلی بہ کام آتی ہے
ادای جہاد مین کافر و مومن کی تمیز ضرور ہے اور یہہ بات سب جانتے ہین کہ یہہ بات مبتلی بہ
کی رای پر چھوڑ دی گئی ہے علی ہذا القیاس ادائے نماز جماعت مین امام کا مومن ہونا لازم
اور اسکی تمیز سب جانتے ہین کہ اسکی رای پر منحصر ہے ایسے ہی نکاح وغیرہ مین شوہر وغیرہ کا مومن ہونا
مومنات وغیرہا کے حق مین فرض ہے اور ایمان کا پہچاننا سب جانتے ہین کہ ایک رای
کی بات ہے کیونکہ اصل ایمان امر قلبی ہے القصہ مواضع کثیرہ مین ادائے فرائض مین استعمال
رای مقصود ہے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جب یہہ دیکھا کہ رای مبتلی بہ ایسا مین حجت

کا نلہ ہی تو بنا چاری اوُسیکی رای پر کہنا ضروری ہوا اب گذارش خدمتمین یہہ ہی
کہ اگر آپکے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سی اسمقام مین مشاہدہ اور رای کا غیر معتبر
ہونا ثابت ہو تو لائی اور دلن کی جگہہ بس لیجایئے رہا وہ درد کوئی اصل مذہب نہین
ہان کیسیکی یہی رای ہو تو مضائقہ نہین سو اتفاق سی اکثر کی رای اسیطرف گئی اسلئے
یہی مشہور ہو گیا اور وہ عوام جو صاحب رای نہین ہوتے اونکے لئے یہہ رای ایک تکیہ گاہ
نے حجت نظر آئی ورنہ اصل وہی ہی جو رای مین آئی ؀

تمت بالخیر والحمد للہ علی ذلک

جواب تو ہو چکے التماس اور یادداشت بھی سُن لیجئے - ہمنے سُنا ہی کہ اگر کوئی شخص
ٹھکانے کی بات کہتا ہی تو آپ مضامین شعریہ کہکر ٹالدیتے ہین اور اِس بہانے سی
جواب سی سبکدوش ہو جاتے ہین اگر یہی انداز مناظرہ ہی تو اِس سی بہتر ہم تدبیر
عرض کرتے ہین آپ نے تئی ہانکا کرین واہیات جاہلانہ سمجھ کر آپ سے حریف
آپ چُپ ہو رہین گے کیونکہ ؏ جواب جاہلان باشد خموشی - اور یہہ ہی وجہ ہے
جو یہہ ارشاد ہوا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا اور غور سی دیکھئے تو آپ نے
پہلے ہی یہہ انداز اختیار فرمایا ہی بھلا جس بات کے آپ اوُروں سی طالب ہین
اوُر آپ سی طالب کیون نہونگے پھر آپ نے پہلے اپنے گھر کی خبر کیون نلی یہہ
نہ سمجھا کہ ہم اوروں سی حدیث صحیح نص صریح متفق علیہ کے طالب ہین اور ہم سی
طالب ہونگے تو ہم کہان سی دینگے یہہ نئی بات نہین تو اور کیا ہی سچ ہی کم خرد

اول آپکو لازم تھا کہ مطالب مشار الیہ کے لئے احادیث موصوفہ بوصف مذکورہ لائین اوسوقت
ہم سے اس قسم کی احادیث کی درخواست فرمادین اسلئے ہمنے اپنی احادیث کے مراتب کی
تشریح کرنی بیجا سمجھی آپ کچھہ کہینگے تو ہم بھی انشاء اللہ کچھہ کرینگے مگر عند اللہ آپ جو کچھہ
کرین فہم و انصاف سے کرین تعصب کو چھوڑین اور اس نارسائی پر خود رائی سے منہ موڑین ورنہ
مجکو آپکی اس ظاہر پرستی اور خود رائی سے یہہ اندیشہ ہی کہ آپ متشابہات تک پہونچین اور
ید اللہ فوق ایدیہم اور الرحمن علی العرش استوی کے بہروسے خدا کو نعوذ باللہ مجسم بتانے
لگین اور بقیاس احادیث رفع و عدم رفع احادیث مختلفہ فی باب متعۃ النکاح کو اسپر محمول
کرین کبھی یون ہوا تھا کبھی یون اسلئے کبھی یون کرلینا چاہئے کبھی یون ادہر عبد اللہ بن مسعود و
وغیرہ کا منکر تحریم ہونا حدیثون مین مرقوم ہی اور مین جانتا ہون کہ آپ اپنا کام کر چکے
کیونکہ ہرچند یہہ بات بالخصوص آپ کی نسبت نہین سنی گئی پر یہہ شور تو ایکمدت سے ہی کہ
حضرات غیر مقلدین تجویز متعہ کے درپے ہین چونکہ آپ اُن سبکے امام ہین تو یہہ کب ہو سکتا
ہی کہ یہہ شور اور ہی اوپر اوڑا ہو اور نیز یہہ شور بھی ایکمدت سے ہی کہ بعض غیر مقلدین
خدا کے ہاتھہ پانو کو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسے ہمارے تمہارے ہاتھہ پانون ہوتے
ہین تامل ہی تو اتنا ہی کہ کاہے کے ہین چاندی کے یا سونے کے یا کہین اور کے۔
علی ہذا القیاس آپکی اس ظاہر پرستی اور خود رائی سے یہہ بھی اندیشہ ہی کہ بہت سی احادیث کو
معارض قرآن سمجھہ کر پایۂ اعتبار سے ساقط فرمائینگے کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو
پر کہین قرآن کو پاسکتی ہی اگر حدیثون اگر روایات تواریخ سے بنسبت قرآن شریف کفار

کا ریب و تردد مین ہونا سمجھہ مین آتا ہی تو قرآ نمین لا ریب فیہ فرماتے ہین جس سے بوجہ وقوع نکرہ فی سیاق النفی بالکل ریب و تردد کا نہونا ثابت ہوتا ہی کسیکو دلمین کیون نہو مگر ہان آپکو یہ کہنے کی گنجائش ہی کہ قرآن شریف مین ریب کی نفی ہی احادیث و تواریخ مین یقین بطلان قرآن کا مذکور نہی مگر آپسکو کیا کیجیے کہ بہت سے ضعفا کو تردد بھی ہوا دوسرے نفی لاریب ایسی ہی جیسے نہی لا تقل لہما اف جیسے اُس سے بدلالۃ النص ضرب وغیرہ کے نہی نکلتی ہی ایسے ہی لاریب سے یقین بطلان کی نفی نکلتی ہی بہر حال لاریب فیہ آپکی نگاہو نمین اکثر احادیث و تواریخ بلکہ مشاہدات کی نسبت موجب ریب ہوگا آگے فرماتے ہین ہدی للمتقین

لام اختصاص اسجانب مشیر ہی کہ فاسقونکو ہدایت ہونہ کافرونکو پہر تفسیر ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین اسکی موافق بلکہ اس مضمون مین اُس سے بڑھکر اور کثر احادیث صحیحہ اور تواریخ معتبرہ اور اخبار متواترہ ہدایت کفار و فساق پر شاہد ہین سو بوجہ مخالفت مشار الیہ بمقابلہ قرآن مرہ احادیث و اخبار کاہی کو مقبول ہونگی بلکہ مثل مذہب ہنود کہ غیروں کے ہنود ہونے کی امید ہی نہین قطع امید ہدایۃ کی ہوگی اور بمقابلہ اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وہ احادیث جنسے ایک وضو سے کئی نماز و نکا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہی کیونکر مقبول ہونگی اور حدیث ان المومن لا ینجس انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس کے بعد نے اسکی کیونکر لائق قبول ہوگی کہ اہل بیت جنمین بدلالۃ لفظ اہل بیت خود حضرت رسول اللہ صلعم بھی داخل ہین چہ جائیکہ اور کاملان وقت زمرہ اہل انجاس سے نعوذ باللہ خارج ہین اور بمقابلہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ احادیث دالہ مغفرت کب قابلہ جواب معقین

پہلے مشرک تہے کیونکر پایۂ اعتبار کو پونہچین گے بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید ہی منقطع کیجائیگی
گو تائب ہو کر ولی ہی کیون نہو جاے اور پہر اسوجہ سے بعد ضم ضمیمہ جعلا لہ شرکاء عجب نہین
حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت مین بہی تامل ہو اور بمقابلہ ومن یقتل مومنا متعمدا
اُن احادیث کی آپ کاہی کو سنین گے جن سے لا الہ الا اللہ کہنے والونکی مغفرت نکلتی ہی
اور بمقابلہ آیہ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ احادیث شفاعت کس شمار مین ہونگی اور
بمقابلہ مثنیٰ وثلاث ورباع حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہونگی یا
نعوذ باللہ دشمنان نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ ومصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیرہ
فرمائینگے اور بمقابلہ یوصیکم اللہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانورث مثل شیعہ دیوار سے
مار یجائیگی اور بمقابلہ الزانیۃ والزانی حدیث رجم کی کیا شنوائی ہوگی اور بمقابلہ
فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا اوس حدیث
کو آپ کیا سمجہین گے جس سے بحالت امن منیٰ مین باوجود مجمع کثیر رفقاء رسول اللہ صلعم کا
قصر کرنا ثابت ہوتا ہی ۔ سردست انہیں دس گیارہ پر اکتفا کرتا ہون تاکہ العشر بالعشر
ہو جاے اور لدینا مزید کی دہمکی اور بڑہجاے آپ اور کچھہ رقم فرمائین گے تو ہم بہی اور
کچھہ نذر عرض خدمت کے لئے لائین گے والسلام علی من اتبع الہدیٰ وآخر دعوٰنا
ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تم بالخیر

ضمیمہ

حضرت سلامت اشتہار ثالث کے ملاحظہ سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپکو فکر
انجام ہوا ہی اور دن کے ذمہ الزام رکھکر الزامون سے بچنی ایسا نہو کوئی یون کہی
دل کی دل ہی مین رہی بات نہونے پائی ۔ ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی
لفظ لامذہب اتنا برا نہین جتنا طعنہ گریز جانگزا ہی اگر قصاص ہی لینا تھا تو
مواخذہ کرلینا تہا اس زیادتی کا وبال فرمائیے کسکی گردن پر رہا اتنی بات پر مشتاقون سے
دامن چہڑانا چاہیے ہمتو اس قصور ہی سے بری ہین پر جس کسی نے کہا شاید خوبی
مفہوم تک ہی اوسکا ذہن رہا ہو خرابی عرف تک نہ پونہچا ہو تسپر بھی آپکی خاطر ہمارا یہہ قول
ہی کہ جس کسی نے یہہ کہا بہت بیجا کیا پر یہہ تو فرمائیے حضور سے سند کا طلب کرنا کیون بیجا
ہوا اگر آپ صور مندرجہ اشتہار مین کوئی مذہب کہتی ہین تو طلب سند کیون بیجا ہی نہین تو
لامذہب کہنا کیا بیجا ہی اور اگر بغرض مکافات جہر آمین اخفائے مذہب مقصود ہی تو ہان تو
ایک بات ہی پر یہہ عذر معقول وہان کار آمد ہی جہان الزام مقصود ہو ہم تو جہان مانگتی
ہین مبنی اعتراض کی سند مانگتی ہین اور یہہ وہ بات ہی جسکے بردی عقل آپکے مہرکش ہین
علاوہ برین آپکے اشتہار دوئمین وعدہ بھی موجود ہی مگر ہان آپنے کچھ بید مذہب مستثنای
کہ تحفہ مین یہہ ہی اور توضیح مین یہہ ہی اگر یہہ ارشاد بطور الزام ہی اور لا کلام یہی ہی تو یہہ تو
فرمائیے کہ یہہ تقلید کون سی آیہ و حدیث سی ثابت ہی اور اگر بغرض الزام ہی تو تحفہ
اور توضیح کی تقلید کی نسبت ہمارا کونسا اقرار نامہ موجود ہی [illegible] ایسے

بھی انکار نہین پر سند التزام بروی انصاف آپ پر واجب الادا ہے مگر آپکی اِس چال سے
یہہ خیال ہوتا ہی کہ شاید آپ اور کوئی پلٹی کہائین اور یہہ پیام وسلام رائگان جائین
اِسلئی حسرۃ آیندہ کے لئی بطور مثل پیشگی یہہ شعر پڑھے دیتا ہون شعر

عاشق ہوئی ہین یار ہم کس امید پر ❊ جز آہ نارسا کوئی سبا مان بھی نہین

باقی آپکا یہہ ارشاد کہ گفتگو کرونگا تو عالم مشہور سی کرونگا خدا جانے کس بنا پر ہی
شاید آپنے اپنی اِس شہرت غیر مقبول پر جسکا سبب اہتمام ترک تقلید ہی دہوکا کہایا
ورنہ یہہ تو آپ بھی جانتے ہونگے کہ کمال علمی مین آپ مشہور نہین پھر آپکو اِس
سے کیا مطلب کہ مقابل ہو تو کوئی بڑا ہی ہو۔ قبلہ مشاہیر علما کو تو آپ سی گفتگو کرنی
مین عار کا ہونا لازم ہی۔ اب تو آپ ہم ہی جیسون پر قناعت فرمائیی اور کچھہ ہنر
ہو تو دکھلائیی اور یہی کچھہ نہین تو ہماری سب باتونکا جواب دیجئی اور یہہ بھی ارشاد
کیجئی کہ یہہ صورت گدائی نماز کون سی حدیث یا آیہ سی ثابت ہی۔
جب آپ اِس امر ضروری کے اثبات سی فارغ ہولینگے تو پہر ہم اور کچھہ پوچھینگے

والسلام علی من اتبع الہدی

اشتہار

مین مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان بلیہ والان اور جو ان کے ساتھ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلہ مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالۃ پیش کرین تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس دس روپیہ بطور انعام کے دونگا

اولاً رفع یدین بکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانے کے ثانیاً آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا + ثالثاً آنحضرت کا نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا + رابعاً آنحضرت کا مقتدیون کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا + خامساً آنحضرت یا باریتعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا + سادساً ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا + سابعاً عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی ہونا + ثامناً قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا + تشریح مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا ہو کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کرکے ڈگری لے اور وہ عورت اوسکو مل جاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہو اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہو + تاسعاً شخص محرم اتیان بہ جیسے ماں بہن کے نکاح

بھر کے اوس سے صحبت کرے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا + عشر آ
تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو دہ در دہ سے کرنا + **تنبیہ** ان مسائل کی
احادیث کے تلاش کرنے کیواسطے مین ان صاحبونکو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر یہ چاہین زیادہ مہلت
مین اونکو بھی گنجایش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین + **المشتہر**

ابو سعید محمد حسین لاہوری

محمد حسین ۱۲ ابو سعید

اظہار

چون نداری کمال فضل آن بہ + کہ زبان در دہان نگہداری + آدمی را زبان فضیح کند +
جوز بی مغز را سبکساری + جب ان مولوی مشتہر ابو سعید محمد حسین لاہوری لامذہب نے یہ اشتہار واسطے
اغوا و تضلیل عوام کالانعام کے شائع کیا اہل علم و فراست کے نزدیک اونکا مبلغ علم و کمال ایمان اور
افترا پردازی اور کذب ظاہر ہوگیا بحکم آنکہ ہر کہ با دانا تر از خود جدل کند تا بدانند کہ داناست بدانند کہ
نادانست اور اکثر علما نے خاموشی کو اختیار کیا الحق چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ
پاکان برد + سو کو ایسے صاحب مشتہر جنکو احادیث صحاح ستہ بلکہ مشکوۃ کی بھی خبر نہین اور امام الائمہ امام اعظم
علیہ الرحمہ پر طعن و اعتراض ہیہات ہیہات چھوٹا مونہہ بڑی بات كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ
إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا فی الحال انکے جواب مین اسیقدر کافی ہے کہ یہ مسائل عشرہ مستفسرہ اگر آپکے
نزدیک حق و صحیح نہین تو مسائل خلاف و ضد انکے کو کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی صحیح متفق علیہ
نص صریح قطعی الدلالۃ سے ثابت فرما دیجیے اور عوض ہر آیت و حدیث کے بیس روپیہ انعام مین لیجیے

مسئلہ اور مسئلہ تین طلاق متفرق کا جو ایک طہر مین زن مدخول بہا کو دی جاوین ایک طلاق ٹھہرانا
جسکے آپ قایل بلکہ [illegible] ہین اس ایک ہی مسئلہ کو کسی حدیث صحیح متفق علیہ نص صریح قطعی الدلالۃ
سے ثابت فرمائیے اور دس روپیہ کی جا سو روپیہ ہمسے لیجیے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اور اپنا مذہب ان مسائل فروعیہ مین بتاوین اور اوسکو ایسی سند مذکورہ سے
ثابت کر دین ورنہ بار دگر ایسا کلمہ زبان پر نہ لاوین کچھ تو شرماوین دوسرے ان کو نصوص قطعی الدلالۃ
طلب ہین اور انہی کچھ خبر نہین مولوی صاحب مشتہر کے اس اشتہار کا شمس فی نصف النہار ظاہر ہے کہ مشتہر کو
احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے بھی مطلق خبر نہین یا اوسکی صحت و حدیث ہونے سے انکار ہے
اور آیات قرانی کی تاویل کرتے ہونگے۔ اس جا پر مجکو ایک حکایت جو انکے کمال فطانت و
ادب کی دلیل ہے یاد آئی واسطے نشاط خاطر ناظرین مرقوم ہے ایکروز یہ مشتہر مع اپنے اوستاد
نامی گرامی مولوی سید نذیر حسین صاحب کے کانپور مین بمکان جناب ڈپٹی مولوی سید امداد العلی خان
صاحب تشریف فرما تھے اور اوسی زمانے مین رسالہ عدم جواز نماز در ریل بحالت روانگی مصنفہ
جناب مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم مطبع نظامی مین بہ چھپنے کو آیا تہا صاحب مطبع نے رسالہ مذکورہ
مولوی سید نذیر حسین صاحب ممدوح کی خدمت مین بھیجدیا اور بعجز تمام عرض کیا کہ یہ مسئلہ دینی ہے اگر
جو کچھ خلاف ہو ہدایت کیجیے جناب ممدوح نے وہ رسالہ واپس کیا اور فرمایا کہ ہمنے اسکا رد و تحریر
کیا صاحب مطبع کو تعجب ہوا او وقت شب حاضر خدمت ہوکے عرض کیا کہ حضور نے دربارہ رسالہ نماز
در ریل کیا ارشاد کیا ہنوز وہ مجیب ہونے ہی تھے کہ یہ مشتہر بے تکلف بولے ادبانہ جواب دہ ہوئے
صاحب کیا فرماتے ہین اونہون نے اس رسالہ کے ایک ایک حرف کا رد لکھا ہے صاحب مطبع

فوراً دست بستہ عرض کیا کہ جناب والا اوس رسالہ میں تو بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی غرض جناب
مولوی صاحب نے اوسکا کیا رد لکھا ہو بس مجیب مذکور کے حواس گم ہوگئے اور کچھ جواب نہ دے سکے جناب
ڈپٹی صاحب ممدوح نے فرمایا صاحبزادے کیوں ایسی بات فضول نے تامل کہتے ہو کہ ایک عامی
سے بند ہو جاتے ہو خجالت اوٹھاتے ہو فقط بس مقام غور ہی اگر اس مشتہر کو گلستان شیخ سعدی
بھی یاد ہوتی تو ایسی فضول گوئی نکرتے ع مرد ان نے تامل بگفتار دم * نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم *
بنطق آدمی بہتر است از دواب * دواب از تو بہ گر نگوئی صواب * الغرض اس اشتہار سے
اونکو اپنی تشہیر مقصود تھی بعونہ تعالی وہ بخوبی تمام ہوگئی واسطے اطلاع عوام اہل اسلام کے مجمل جواب
اشتہار اور شمہ حال مشتہر تحریر ہوا کہ ایسی خود رائی اہل ہوا کے صحبت سے احتراز فرمادیں اور ہرگز
اونکے قول و فعل پر اعتماد نکریں اور اونکے دام تزویر میں نہ پھنسیں کہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
ع ز جاہل گریزندہ چون تیر باش * و ما علینا الا البلاغ المبین واللہ ہو الموفق والمعین *

الراقم
خیرخواہ مسلمین ناصر الدین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہ عجالہ نافعہ ہدایت مقالہ رسالہ موسومہ بہ ادلہ کاملہ بجواب اشتہار عشرہ سوال
مولوی محمد حسین لامذہب لاہوری مع اصل اشتہار و مختصر جواب موسوم باظہار مطبع نظامی
واقع کانپور میں عشرہ آخر رمضان مبارک ۱۲۹۶ہجری کو باہتمام امید وار رحمت ایزد سبحانی
[illegible] محمد جعفر نے مطبوع طبائع خاص و عام و باعث ہدایت اہل اسلام ہوا